بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

قارئین سے گذارش ہے کہ یہ پرچہ جسے جون کے لیے تیار کیا گیا تھا، اسے قصاص و دیت کمیٹی منصورہ کی رپورٹ پہلے شائع کرنے کے لیے مؤخر کیا گیا، مگر اُس وقت رمضان سامنے تھا، اب عید سامنے ہے، نیز مسئلۂ اتحادِ ملت کی اہمیت بڑھ گئی ہے لہٰذا اشارات اور حکمتِ سید مودودی کو بدلنا پڑا۔

(ادارہ)

غالباً جمال الدینؒ افغانی کا قول ہے کہ "مسلمان ایک چیز پہ بالکل متحد ہیں کہ اتحاد نہیں ہونا چاہیے۔"

مگر کیا ہمیں ہمیشہ عدمِ اتحاد پر ہی متحد رہنا چاہیے؟

اس وقت جس دردناک صورتِ حالات سے ہم مسلمان دوچار ہیں، وہ بڑی ہی عبرتناک ہے۔ ہماری ایک مصیبت یہ ہے کہ سپر پاورز نے اپنے پنجے ہمارے قلوب اور دماغوں پر گاڑے ہوئے ہیں کہ وہ برابر ہمارا خون بھی چوس رہے ہیں اور ہمیں اپنی گرفت سے نکلنے بھی نہیں دیتے۔ ایڈ اور اسلحہ اور ڈپلومیٹک چالوں کے ذریعے اُنھوں نے نہ صرف ہمیں جکڑ رکھا ہے بلکہ اس اسیری پر وہ ہم سے تحسین و سپاس کے قصیدے بھی سُننے کے عادی ہیں۔ اُنھوں نے عالمِ اسلام کے تیل کے چشموں پر قابو پا رکھا ہے، اُنھوں نے ہمارے ملکوں کی بڑی وسیع منڈیاں اپنی مہنگی مصنوعات اور "ماہرانہ خدمات" کی فروخت کے لیے قابو میں کر رکھی ہیں جن سے وہ نہایت

سستے داموں خام اجناس حاصل کر کے ہمیں اس کام پر مجبور رکھنا چاہتی ہیں کہ ہم صنعت اور ٹیکنالوجی اور سائنس کی طرف کچھ زیادہ پیش قدمی نہ کر سکیں، بلکہ خام اجناس اور تیل ہی فراہم کرتے رہیں۔ پھر یہ قوتیں جب چاہتی ہیں ہمارے ملک پر چڑھائی کروا دیتی ہیں، جب چاہتی ہیں ہمیں آپس میں لڑا دیتی ہیں، اور جب چاہیں دوستی کے وعدے کو بالائے طاق رکھ کر ہمیں کسی دشمن قوت سے پٹوا دیتی ہیں۔ یہ کھیل جس کا آغاز مغربی شہنشاہیت (امپریلزم) سے ہوا تھا، یہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔

ہماری دوسری مصیبت یہ ہے کہ یہ قوتیں اپنی مخالفِ اسلام تہذیب کے ہر شعبے کو ہمارے معاشروں پر مسلط کر رہی ہیں۔ اس کام کے لیے زیادہ تر پچکارنے اور بہلانے اور بہکانے سے کام چل جاتا ہے، کیونکہ ذہنی غلامی کی فضا پہلے سے موجود ہے اور اس کے تحفظ اور نشو و نما کے لیے ایسی لیڈرشپ اور بیوروکریسی ہمارے ہاں کمربستہ ہے جس کے سوا کبھی کوئی دوسرا اب تک یہاں حکمران نہیں ہوسکا۔ غلامی کی کشتی کے ملاح ہی آزادی کے سفینے کو کھیے جا رہے ہیں اور سمتِ سفر بدلنے کا خیال کرتے ہی اُن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

غلامی کی اس محکم فضا میں ایک طرف عیسائی مشنریاں طوفانی کام کر رہی ہیں، دوسری طرف الحاد آموز علمی تصانیف کا سیلاب چلا آرہا ہے، اسی کے مطابق نصابی مضامین مرتب ہو کر آتے ہیں اور وہی ہمارے لیے نمونہ بنتے ہیں، چنانچہ ہماری مروجہ نصابی کتب میں ابتدا سے مدارجِ اعلیٰ تک مغرب کا نظریۂ ارتقاء رچا بسا ہوا ہے اور کسی اصلاحِ نصاب کمیٹی کی توجہ اس طرف نہیں جا سکی۔ اسی طرح تمام نصابی مواد میں جن واقعات، تصاویر یا تہذیبی روایات کو استعمال کیا جاتا ہے اُن میں مغربی چھاپ باوجود "جدید دورِ اسلامیت" کے واضح ہے۔ اس کے ساتھ وی سی آر اور وڈیو کیسٹ، ٹیلی وژن اور بیلو فلموں کے ذریعے انگریزی سے ترجمہ شدہ ڈراموں یا اُن کے عکس پیش کرنے والی کہانیوں کا سامنے آنا، مخلوط ثقافتی مجالس کی آفت، گندے ناولوں اور ڈائجسٹی کہانیوں اور عریاں تصاویر اور گھٹیا گانوں کے کیسٹ دھڑا دھڑ چلے آ رہے ہیں۔ اور ان تو

اب عریانی، جنسی جنون اور فحاشی کی غلاظت خدا تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے مقدس یوم عید سے متعلق "عید کارڈوں" پر بھی غلبہ پا رہی ہے۔ اخباروں اور رسائل میں خواتین کی بڑے سائز کی کئی کئی رنگین تصاویر بر سر اشاعت پر چھاپنے کا مقابلہ شروع ہے۔

ادھر ماڈرن خواتین میں ٹھیک وہی تحریکیں شروع ہو رہی ہیں جن کو مغربی معاشروں نے ایجاد کیا۔ اور یہ تحریکیں یہاں تک جاتی ہیں کہ قرآن اور احکام شریعت کے خلاف بھی مظاہرے اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔

ہماری تیسری مصیبت یہ ہے کہ دنیا کے مختلف گوشوں میں ہم بہیمیت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ہمارا خون بہہ رہا ہے اور ہماری بوٹیاں اُڑ رہی ہیں۔ قبرص و یونان ہو، افغانستان ہو، فلسطین و لبنان ہو، فلپائن ہو، اریٹریا ہو، بھارت ہو، آسام ہو، تھائی لینڈ ہو، ——

ہزاروں افراد ایک ایک ہلّے میں قتل ہو جاتے ہیں اور سپر پاورز یا دنیا کی کسی بھی نام نہاد مہذب حکومت کی طرف سے رسماً بھی کوئی آواز نہیں اُٹھتی۔ حال ہی میں مشرقی پنجاب کے سکھوں کے دربار صاحب پر حکومت کے حملے اور قتل و تباہی پر پوپ صاحب نے لب کشائی کی ہے، مگر مسلمانوں کی تباہی کے کسی واقعے پر پوپ صاحب یا مغرب کی کسی حکومت یا روس کے دل میں کبھی ہمدردی کی لہر نہیں اُٹھی۔

ایک طرف صورت یہ ہے کہ اسلامی تحریکیں جابجا سر اُٹھا رہی ہیں اور مسلمانوں میں احیائے اسلام کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے، اور دوسری طرف نہ صرف ان اسلامی تحریکوں کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں ہی سے ظلم کا نشانہ بنانے کے لیے دنیا کے اکابر اندر اندر خفیہ تار ہلاتے ہیں، بلکہ جابجا مسلمانوں کی عام تباہی پر دل ہی دل میں خوش ہوتے ہیں۔

ہماری چوتھی مصیبت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ طرح طرح کے شیطانوں کی جولان گاہ بن گیا ہے۔

جرائم کا ایک طوفان بپا ہے، تشدد کے چھرے حرکت میں ہیں۔ بازاروں میں ڈکیتیوں کا بازار گرم ہے۔ اغوا اور کھلے بندوں بدکاری کے واقعات عام ہیں، غنڈے معصوم عورتوں کو ننگا کر کے سرِبازار پھراتے ہیں، خرکار بچوں کو اٹھا لے جاتے ہیں اور پھر اُن سے کم خوراک پر جانوروں کی طرح کام لے لے کر ہلاکت کو پہنچا دیتے ہیں۔ خاص خاص افراد کو اغوا کر کے اُن کی رہائی کی قیمتیں وصول کی جاتی ہیں۔ ہر صاحبِ اختیار چاہے وہ کتنا ہی ادنیٰ رتبے کا کیوں نہ ہو، رشوت ستانی کی قینچی لیے ہر آدمی کی جیب کاٹنے کے لیے ہمہ وقت تیار بیٹھا ہے۔ حرام خوری عام ہوگئی ہے، عورتوں میں بے حجابی اور خود نمائی کا دور دورہ ہے۔ نئی نسلوں کے اخلاق تباہ ہو رہے ہیں۔ اور یہ سارا کچھ مذہبی عقیدوں اور دینی قدروں کی تباہی کا باعث ہے۔

ہماری پانچویں مصیبت یہ ہے کہ خود دینِ اسلام کے خلاف ایک طرف تو چند بڑے بڑے فتنے کام کر رہے ہیں، دوسری طرف کم علموں کی اخباری بحثیں انتشار انگیزی اور تشکیک کا باعث ہیں۔ بے حیائی اور منکرات و فواحش کا دور دورہ اسلامی اخلاق کی تباہی کا مؤثر حربہ ہے۔ ادھر ایک نیا شگوفہ یہ کھلا ہے کہ دینی شخصیتوں کو اغوا کر کے گم کیا جا رہا ہے۔ تین چار واقعات مسلسل پیش آچکے ہیں۔ حکومت اور پولیس میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ اس چھوٹے سے ملک کے چپے چپے پر نظر رکھ سکے۔ اور اس کے اختیارات اور قوانین کے لمبے ہاتھوں سے کوئی مجرم بچ کے نہ نکل سکے۔

اسلامی قوانین کی جو تدوین کونسلیں اور کمیٹیاں کر رہی ہیں، اُن میں سے حکومت جسے چاہے قبول کرے، جسے نہ چاہے نہ کرے۔ اس موقع پر ضرورت تھی کہ اہم نزاعی مسائل پر (مثلاً عورت کی گواہی اور قصاص و دیت میں اس کا مقام) مختلف مدارسِ فکر کے علماء مل کر بیٹھتے اور متفقہ فیصلے دلائل کے ساتھ سامنے لاتے۔ پھر کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ انحراف کر سکتا۔

مگر علماء تو بیشتر فرقہ بندیوں کے "جہاد فی سبیل اللہ" میں مصروف ہیں[1]۔ وہ کیسے توجہ فرمائیں۔

پس ہماری چھٹی مصیبت یہ ہے کہ اُوپر کی مصیبتوں کا مقابلہ کرنے اور ان میں اپنی سلامتی کا اہتمام کرنے کے لیے اُمّتِ محمدیؐ کو جس اتحاد کی ضرورت تھی، علماء اِس وقت اُس اہم ضرورت پر متوجہ نہیں ہیں۔ اور کئی قرنوں سے وہ متوجہ نہیں ہو سکے۔

کاش کہ یہ سوچ سکیں کہ اگر اقوامِ غالب نے ہمیں کبھی تباہی میں جھونک دیا یا ہمارے اندر کے فتنوں نے ہمیں دبوچ لیا، یا باہر سے کوئی قوّت ہم پر حملہ آور ہو گئی تو جو بھی سیلابِ بلا (خدانخواستہ) آئے گا، وہ یہ ہرگز نہیں دیکھے گا کہ دیوبندی کون ہے، اہلِ حدیث کون ہے، بریلوی کون ہے اور شیعہ کون ہے؟ کوئی مسلمان چاہے کسی مسلک کا ہو، وہ اس کا یکساں شکار ہوگا۔ کیا تشکیلِ پاکستان کے وقت آنے والی تباہی نے یہ پوچھا کہ اہلِ حدیث کون ہے اور بریلوی کون؟ کیا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جارحین نے دریافت کیا کہ بریلوی کون ہے اور شیعہ کون؟ کیا بنگلہ دیش کے طوفانِ ہلاکت نے کسی سے یہ پوچھا کہ تبلیغی جماعت والے کون ہیں اور جماعتِ اسلامی والے کون؟

---

[1] یہ بلا اب ملک سے برآمد کر کے مغربی ممالک میں پہنچائی جا رہی ہے۔ پچھلے کئی سال سے جو دینی قوتیں متحد ہو کر تبلیغ و توسیعِ اسلام کے لیے کام کر رہی تھیں، اُن کو یہاں سے جانے والے بعض واعظین نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ مسجدوں میں دنگے کرا کے اور اُن پہ تالے ڈلوا کر غیر مسلموں کے لیے سامانِ تماشا بہم کر دیا گیا ہے، حالانکہ اُن کے سامنے دین کی تبلیغ کرنا اصل مقصود تھا۔ ایسے دنگے باز لوگوں کے دین پر کوئی غیر مسلم کیسے ایمان لا سکتا ہے۔ اپنے ملک میں یہ حال ہے کہ مسجدوں پر قبضہ کرنے کے لیے فوج کشی کی جاتی ہے اور اس کی ایک دردناک مثال شاہی مسجد کا المیہ ہے۔ اصل زد محکمۂ اوقاف کے موجودہ سربراہ مولانا عبدالقادر آزاد پر ہے اور انہیں اس جگہ سے ہٹوا کر کسی پسندیدہ شخصیت کو لانا مقصود ہے۔ اس سے پہلے محمد یوسف صاحب گورایا کے خلاف طوفان اٹھا کر اُن کی خدمات کا لحاظ کیے بغیر ان کو پہلے "کھڈے لائن" لگوا دیا گیا۔ اور اب وہ پوری طرح برخواست کر دیئے گئے ہیں۔ کیا کہنے ہیں اس شانِ دینداری کے!

سو آج جو لمحۂ فرصت ہے اس میں سوچیے کہ آیا آپس میں لڑنا مرنا ہے، یا مل کر الحاد اور دہریت اور اشتراکیت اور صیہونیت اور چانکیائیت جیسی قوتوں کے خلاف جہاد آرا ہونا ہے!

آیئے ذرا اصرار اور گروہوں کا خیال دل سے نکال کر قرآن و حدیث کی تعلیمِ اتحاد پر غور کر لیں۔

—— واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً (آل عمران ۱۰۳) ترجمہ: اور سب کے سب اللہ کے رشتے کو تھامے رکھو اور پھوٹ کا شکار نہ ہو جاؤ، اور یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب کہ تم آپس میں دشمن تھے، پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کی عنایت سے بھائی بن گئے۔

—— وشرع لکم من الدین .... ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (الشوریٰ ۱۳) (ترجمۂ آخر) دین کو سیدھا رکھو اور اس میں تفرقہ نہ پیدا کرو۔

—— ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (الانفال ۸) ترجمہ: اور جھگڑوں میں نہ پڑو، ورنہ تم میں پھوٹ پڑ جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

—— ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً لست منھم فی شیٔ۔ (الانعام - ۱۰۹)

(ترجمہ) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے، ان سے یقیناً تمہارا کوئی واسطہ نہیں۔

—— فتقطعوا امرهم بينهم زبراً كل حزبٍ بما لديهم فرحون - (المومنون ۵۳)
(ترجمہ) پھر انہوں نے (دین کے متعلق) اپنے سارے معاملے کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ مختلف گروہوں کے ہاتھ جو جو کچھ لگا وہ اسی میں مگن ہیں۔
—— الانعام میں خدا نے عذاب دینے کی ایک صورت یہ بتائی: اَو يلبسكم شيعاً ويذيق بعضكم بأس بعض۔ (الانعام - ۶۵)۔
(ترجمہ) یا وہ تمہیں گروہوں میں بانٹ دے اور ایک گروہ کی طاقت سے دوسرے گروہ کو مزہ چکھا دے۔

چند احادیث کی رہنمائی:
—— مشکوٰۃ میں ابی امامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماضلّ قومٌ بعد هدىً كانوا عليهِ الّا اوتوا الجدل - ترجمہ: کوئی قوم بھی ہدایت کے بعد، اس پر چلتے ہوئے گمراہ نہیں ہوئی، بجز اس کے کہ لوگ باہم جدل میں پڑ گئے ہوں۔
—— قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلم اخو المسلم، لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقرهٗ ...... الخ (روایت حضرت ابوہریرہؓ - مسلم) - ترجمہ - مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، لازم ہے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے، اس کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے اور اس کی تحقیر نہ کرے۔
—— بحسب امرئٍ المسلم من الشرِّ ان يحقر اخاه مسلم، كل المسلم على مسلمٍ حرام دمهٗ ومالهٗ وعرضهٗ (ايضاً - مسلم)
ترجمہ: - ایک مسلم شخص کے لیے یہی برائی بہت بڑی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقارت سے دیکھے - ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

——— قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ستّ خصال یعودہ اذا مرض ویشھدہ اذا مات ویجیبہٗ اذا دعاہ، ویسلم علیہ اذا لقیہ، ویشمتہ اذا عطس، وینصح لہ اذا غاب او شھد (روایت ابوہریرۃ مشکوٰۃ) ترجمہ:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق واجب ہیں۔ بیمار ہو تو اُس کی عیادت کرے، مر جائے تو اُس کے جنازے میں شرکت کرے۔ اگر پکارے یا بلائے تو اُس کی طرف جائے، ملاقات ہو تو اس کو سلام کہے، چھینکے (اور الحمد للہ کہے) تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے، وہ سامنے ہو یا غیر حاضر، تو اس کی خیر خواہی کا حق ادا کرے۔

——— قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ (روایت حضرت انس رضؓ بن مالک، مسند جہ طبرانی) جس نے کسی مسلمان کو (جسمانی یا ذہنی) اذیت پہنچائی، اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی تو اُس نے گویا (اپنی جانب سے) اللہ کو اذیت پہنچائی (اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی دسترس اور اذیت رسانی سے محفوظ ہے)۔ وضاحت:۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اُس نے اللہ کو ناراض کیا۔

——— نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا: مومن ایک دوسرے کے لیے دیوار کی مانند ہیں اور ایک دوسرے کو اس طرح قوّت بہم پہنچاتے ہیں جیسے دیوار کی اینٹیں (جُڑ کر) ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔ پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال دیں اور پھر اُن کو دکھا کر کہا کہ اس طرح۔ (روایت ابوموسیٰ متفق علیہ)۔

کیا ہمارے علماءِ کرام ان چند آیات و احادیث کو سامنے رکھ کر آپس میں تعلقات رکھنے کے علاوہ عام مسلمانوں کو ان کی تعلیم دینے کے لیے تیار ہیں؟

خدا و رسول کو جو اتحادِ ملت مطلوب ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ:

۱ ـــ امورِ غیب و نکاتِ آیات متشابہات سے زیادہ زور محکمات پر دیا جائے۔

۲ ـــ لوگوں کو خدا و رسول کے وہ احکام اور اخلاق اور فضائل بتائے جائیں جو روز مرّہ عملی زندگی سے متعلق ہیں۔

۳ ـــ اصل ہدف اصلاح معاشرہ ہونا چاہیے کہ رشوت اور خیانت اور تشدد اور بے حیائی اور فلسفہ ہائے باطل کی پیروی، عریانی، جنسیت اور لغو تفریحات اور شریعت سے انحراف کے متعلق فتنوں کے خلاف پوری توجّہ کی جائے جلسے اور ہر بار خطبات و مواعظ کے موضوعات اسی قسم کے ہوں۔

۴ ـــ دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے احوال بتا کر اُن کے لیے دُعائیں کی جائیں۔

۵ ـــ لوگوں میں غلبۂ اسلام کے لیے جذبہ پیدا کیا جائے۔

۶ ـــ اپنے کلامی یا فقہی مسلک کو نرم انداز میں اس طرح بیان کیا جائے کہ عام مسلمانوں سے علیحدگی کا تصوّر پیدا نہ ہو، اور نہ کسی دوسرے کی مخالفت اس طرح کی جائے جیسے فرقہ بندی میں کی جاتی ہے۔

۷ ـــ ایک خدا کی بندگی، ایک رسولؐ کی محبت اور اتباعِ سنّت، ایک قرآن کے کتابِ رہنما ہونے اور ایک کعبہ کے مرکز ہونے، نیز ایک کلمہ کے بیج سے نمودار ہونے والے درخت اُمّت کے تصوّر کے تحت بار بار اس پر زور دیا جائے کہ ہم اپنے اپنے کلامیات اور فقہی مسائل پر چلتے ہوئے بھی ایک اُمّت اور ایک صف ہیں۔

۸ ـــ لوگوں کو احساس دلایا جائے کہ ہماری اصل دشمنی اور لڑائی اس دَور کے ملحدانہ خیالات، مادہ پرستانہ تہذیب، سپر پاورز کی سازشوں، مسلم دشمن قوموں کے مظالم کے خلاف ہے۔ اور ہم سب کو مل کر اس سیلاب کے آگے دیوار بن کر کھڑے ہونا چاہیے جو ہمارے ایمان و اخلاق اور ہماری تہذیبی قدروں اور ہمارے رہے سہے آثارِ شریعت کو تباہ کرنے کے لیے تیزی سے گھر گھر تک پہنچ رہا ہے۔

۹ ـــ ایک ایسی مجلس کی تشکیل جو اس طرح کے ضابطۂ اخلاق کو مرتب کر کے اس کی نگہداشت

کرے کہ تقریریں اور تحریریں اس کے خلاف نہ ہوں۔

۱۰۔ اسی طرح قوم کے لیڈروں سے مجھے یہ کہنا ہے کہ صوبوں اور زبانوں کے نام پر اس سرزمین کے مسلمانوں کو نہ لڑائیے جہاں ہم سب نے علامہ اقبال اور قائد اعظم کی تلقینات کے مطابق ایک اسلامی ریاست بطور ایک روشنی کے مینار کے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں دنیا بھر کو صاف ستھری زندگی کے لیے رہنمائی دینے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ کجا یہ کہ ہم آپس ہی میں کبھی ایک سیاسی نعرے اور کبھی دوسرے معاشی اشغلے پہ آپس میں لڑتے رہیں۔ اور کفر کا تسلط نہ صرف دنیا میں قائم کرے بلکہ ہم بھی اس کے مخفی جال کی کڑیوں میں بندھے رہیں اور وہ ایک ایک نشتر کو ہمارے ہاں داخل کرتا رہے۔

آخر میں مجھے ایماندار اور سمجھ بوجھ رکھنے والے عوام سے یہ کہنا ہے کہ آپ اپنے لیڈروں اور علماء سے کہیے کہ اتحاد و اتفاق کی راہیں نکالیں اور قوم کو افتراق میں ڈالنے والے مسائل نہ اٹھائیں۔ اگر پھر بھی افتراق پسند قوتیں باز نہ آئیں تو ایسے لوگوں کے وعظ اور تقریریں سننے سے انکار کر دیں اور ان کے جلسوں میں نہ جائیں —— خواہ وہ مذہب کے نام پر ہوں یا سیاست کے لیے۔

اور اگر نجات اور سلامتی اور آزادی اور ظہور اسلام کے لیے راہِ اتحاد اختیار نہیں کی جاتی تو پھر۔

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں